مطبوعات

دین و دانش تالیف مولانا سید محمود علی صاحب سابق پروفیسر رندھیر کالج کپور تھلہ۔ ضخامت ۵۰۰ صفحہ قیمت مجلد ۸؍ غیر مجلد ۷؍۔ کتب خانہ انصاریہ جالندھر۔

یہ جدید علم کلام کی ایک اچھی کتاب ہے۔ اس میں موجودہ زمانہ کے فلسفہ و سائنس سے متاثر لوگوں کو دین اور اسکے اعتقادی مسائل سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، اور عام اہلِ کلام کی طرح فاضل مصنف نے تفہیم کی سعی میں ایسی کھینچ تان نہیں کی ہے جس سے نفس معتقداتِ دینی ہی کی شکل بگڑ جائے۔ ہستئ باری، وحی، نبوت، ملائکہ، معجزات، ختم نبوت، جبر و قدر، جزا و سزا اور حشر و نشر وغیرہ پر مفصل کلام کرتے ہوئے انہوں نے ہر چیز کو معقول دلائل سے سمجھایا ہے، اور ملحد فلاسفہ و حکماء کے ساتھ ہندو فلسفہ اور مسیحی فلسفہ کی بھی اچھی طرح تردید کی ہے۔ لیکن یہ طبعی امر ہے کہ معتقداتِ دینی پر معقولی رنگ میں گفتگو کرتے ہوئے محتاط سے محتاط آدمی کو بھی بسا اوقات ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ جہاں ٹھیٹھ حقیقت کو محدود عقلوں کی رسائی تک لانے میں استدلال کے کمزور سہارے ناکافی ہو جاتے ہیں وہاں ایک صحیح العقیدہ متکلم بر سبیل تنزل ایسی باتیں مجبوراً کہہ جاتا ہے جو بجائے خود حقیقت سے بعید ہوتی ہیں۔ فاضل مصنف کو بھی بعض مقامات پر یہ مشکل پیش آئی ہے۔ مثلاً مذہب کے ارتقاء کا جو تصور انہوں نے پیش کیا ہے وہ قرآن کے بیان سے بہت ہٹا ہوا ہے اور اسی غلطی کے نتیجہ میں نسخ شرائع کی توجیہ بھی انہوں نے ایسی کی ہے جو قرآن کے خلاف ہے قرآن کی رو سے دین ہرگز ایک ارتقائی چیز نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ حقیقت کا براہِ راست علم جب وحی کے ذریعہ سے حاصل ہو تو اس میں ارتقاء کبھی نہیں ہو سکتا۔ ارتقاء اگر ہو سکتا ہے تو انسان کے اپنے مذہبی تجسس اور اسکے نتائج میں ہو سکتا ہے۔ مگر مذہب کا جو علم اللہ تعالیٰ خود انبیاء کو عطا کرے اسکو ارتقاء سے کیا تعلق۔ وہ کوئی

تبدریج دریافت ہونے والی چیز تھوڑی ہے کہ تجربات و مشاہدات کی ترقی کے ساتھ ساتھ علم میں اضافہ ہو- وہ تو امر واقعی کا کشفی علم ہے جس کی حیثیت بالکل ایسی ہے جیسے آنکھوں سے ہم کسی چیز کو دیکھ لیں- اس قسم کا علم جس زمانہ میں جسکو حاصل ہو وہ بعینہٖ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کسی بعد کے زمانہ میں کسی دوسرے کو حاصل ہو- اسی لیے نسخ شرائع کی بھی وہ توجیہ صحیح نہیں ہے جو مصنف نے کی ہے- انبیاء علیہم السلام کے علوم اور انکی معلومات میں کوئی تفاوت قرآن سے معلوم نہیں ہوتا- تمام انبیاء پر ایک ہی علم حق کا فیضان ہوا تھا اور امر حق کے علم میں ان کے درمیان اس حیثیت سے کوئی فرق نہ تھا کہ کسی کا علم کسی کے مقابلہ میں ناقص ہو- فرق اگر رہا ہے تو وہ ان احکام میں تھا جو مختلف زمانوں اور مختلف قوموں کے حالات اور انکی مخصوص ضروریات کے لحاظ سے دیئے گئے تھے- اور ان کے بھی اصول میں فرق نہ تھا بلکہ صرف تفصیلی اشکال میں تھا-

شیطان اور جن کی حقیقت کے متعلق بھی فاضل موصوف نے جو کچھ لکھا ہے وہ نظر ثانی کا محتاج ہے- ان کے بیان سے ایسا متبادر ہوتا ہے کہ شیاطین اور ملائکہ میں محض نوع کا فرق ہے، جنس ایک ہے، حالانکہ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بالکل مختلف جنس کی ہستیاں ہیں- ملائکہ قطعی غیر مختار ہیں- بخلاف اسکے جن تقریباً انسان کی طرح ذی اختیار ہیں، اُن میں سے جو اللہ کی نافرمانی اختیار کریں ان کا نام شیاطین ہے، اور جو فرمانبرداری اختیار کریں وہ مومن جن ہیں-

اس قسم کی چند لغزشوں کے باوجود کتاب فی الجملہ بہت مفید ہے اور جو لوگ اسلام کے عقائد کو سمجھنا چاہتے ہیں وہ اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں-

دین و آئین | تالیف مولانا سید محمود علی صاحب - ضخامت ۲۵۲ صفحات - قیمت مجلد [illegible] - غیر مجلد [illegible] کتب خانہ انصاریہ، جالندھر-

اس کتاب میں فاضل مصنف نے اسلام کے ان قوانین کی تشریح کی ہے جن پر آج کل عموماً غیر مسلموں کی طرف سے اعتراضات کیے جاتے ہیں، اور جن میں ترمیم و تغیر کرنے کے لیے دین سے ناواقف اور دنیا کے

فریفتہ مسلمان بے چین نظر آتے ہیں۔ ابتدا میں انہوں نے نہایت لطیف پیرایہ میں ان لوگوں کے خیال کی تردید کی ہے جو چاہتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں دنیا جن جن راہوں پر چل رہی ہے اسلام بھی اسکے پیچھے پیچھے انہی راہوں پر چلتا رہے اور تمام ان غلط کاریوں کے لیے جواز کا فتویٰ دیتا چلا جائے جو نفس کے بندے اور خواہشات کے غلام اختیار کرتے جائیں۔ اسکے بعد انہوں نے نماز، روزہ اور مناسک حج کے متعلق مخالفین کے اعتراضات اور مذبذبین کے بہانوں کا جواب دیتے ہوئے ان عبادات کی روح اور ان کے مصالح و فوائد بیان کیے ہیں۔ پھر سود، تعدد ازدواج، طلاق و خلع، پردہ، قانون دیوانی، قانون وراثت، قانون فوجداری اور قتل مرتد وغیرہ مسائل پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور اسلامی احکام کی حمایت کا حق ادا کر دیا ہے۔

کتاب میں بعض مقامات ایسے نظر آئے جہاں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ فاضل مصنف ان پر نظر ثانی فرمائیں۔ مثلاً اختلاف مراتب نبوت کے بیان میں انکا یہ فرمانا کہ وحی کے ذریعہ سے جو علوم انبیاء علیہم السلام پر القا ہوئے ان میں انبیاء کی ذاتی استعدادوں کے لحاظ سے تفاوت تھا، اور یہ کہ بعض پیغمبروں پر الفاظ کے بغیر صرف خیال نازل ہوا ہے اور الفاظ انہوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق خود وضع کیے، اور یہ کہ "بعض پیغمبروں پر الفاظ بھی القا ہوئے مگر انکی استعداد ایسی قوی نہ تھی کہ صاف اور صریح کو اخذ کر سکتے"، اور یہ کہ خالق کے لیے باپ کا استعارہ اور رسولوں کے لیے اوتار کا لفظ اسی کمی استعداد کے سبب سے بعض انبیاء نے استعمال کیا، یہ سب باتیں نہایت مخدوش ہیں۔ نہ ان کے لیے قرآن میں کوئی بنیاد ملتی ہے اور نہ قیاس عقلی ہی کے لحاظ سے انکو درست کہا جا سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی کی گئی وہ اس وحی سے مختلف نہ تھی جو نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے نبیوں پر کی گئی تھی۔ رہا قیاس عقلی تو اسکی رو سے ہمارے لیے دو باتوں میں سے کسی ایک کو ماننے بغیر چارہ نہیں، یا تو ہم انسان کو خود اپنی ہدایت کا ذمہ دار سمجھیں اور اس صورت میں نبوت بالکل غیر ضروری ہے، یا ہم اس بات کے قائل ہوں کہ راہِ راست بتانا اللہ کا کام ہے اور اس صورت میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے راہ راست بتانے

کا جو کام اپنے ذمہ لیا ہے اسکو انجام دینے میں اسکی طرف سے کوئی کوتاہی ہو۔ ناقص استعداد کے انسان کو پیغام رسانی کے لیے منتخب کرنا، یا پیغام کی تعبیر کو پیغام رسانوں کے اوپر چھوڑ دینا کہ اپنے ذہن سے جس طرح چاہیں مختلف طور پر اسکو تعبیر کریں، یا کسی کے پاس اپنا پیغام غیر واضح صورت میں اور کسی کے پاس واضح صورت میں بھیجنا، ان میں سے جس بات کے بھی آپ قائل ہوں، اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت و ہدایت پر حرف آتا ہے، اور اُن تمام گمراہیوں کی ذمہ داری اللہ کی طرف عائد ہوتی ہے (معاذ اللہ) جو ناقص ہدایت پانے کی وجہ سے انسانوں میں پیدا ہوئی ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے پیغمبر بھیجے ہی اس لیے ہیں کہ قیامت میں باز پرس کے موقع پر کوئی یہ حجت پیش نہ کر سکے کہ آپ نے خود ہی ہم کو راستہ نہ بتایا پھر غلط روی کے ذمہ دار ہم کیسے ہو سکتے ہیں (لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ)۔ لیکن اگر امر واقعہ وہی ہو جو فاضل مصنف نے تجویز کیا ہے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ اللہ نے لوگوں کے لیے حجت پیش کرنے کی اچھی خاصی گنجائش چھوڑ دی ہے۔

سود کے مسئلہ میں فاضل موصوف نے مسلمانوں کی موجودہ مجبوریوں کو پیش نظر رکھ کر انتہائی متقیانہ احتیاط کے ساتھ ایسے قومی بینک کھولنے کے جواز کی صورت نکالی ہے جن میں محض تاجرانہ اغراض کے لیے سودی لین دین کیا جائے۔ اس تمام بحث کو ہم نے پورے غور کے ساتھ پڑھا۔ کوئی شک نہیں کہ آج کل جو لوگ نہایت بے باکی کے ساتھ سود کی تحلیل کے لیے احکام شرعیہ میں قطع و برید کر رہے ہیں، ان کے مقابلہ میں مولانا محمود علی صاحب کی روش ایک خدا ترس اور ذمہ دار آدمی کی سی روش ہے، اور اس سے بھی انکار نہیں کہ مجبوری و اضطرار کی حالت میں احکام شرعیہ کے اندر وہ تخفیف ہو سکتی ہے جو مولانا نے تجویز فرمائی ہے، مگر بہتر ہوتا کہ اس تجویز کو پیش کرنے کے ساتھ مولانا یہ بھی فرما دیتے کہ مسلمانوں کا کام یہ نہیں ہے کہ اضطرار کی حالت کو برقرار رکھ کر حرام کھاتے اور کھلاتے رہیں بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ دنیا کے اس بگڑے ہوئے نظام کو بدلنے کے لیے جان توڑ جد و جہد کریں جسکی بدولت حرام و حلال کی تمیز مٹ گئی ہے اور جس کے تسلط نے اتنی گنجائش نہیں چھوڑی ہے کہ خدا پرست لوگ خدا کی قائم کردہ حدود کی پابندی کر سکیں۔

مفردات القرآن | تالیف مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ۔ ضخامت ۷۲ صفحات۔ قیمت ۱۴ ر۔ دائرۂ حمیدیہ۔ سرائے میر۔ ضلع اعظم گڈھ۔

مولانا مرحوم نے اپنی تفسیر قرآن کے سلسلہ میں قرآن مجید کے بعض اُن الفاظ کی تحقیق کی تھی جن کے مفہوم میں یا تو اختلاف ہو رہا ہے، یا جن کا پورا مفہوم متعین نہیں کیا گیا ہے، یا جنکے معنی کے متعلق غلط فہمیاں عام طور پر شائع ہوگئی ہیں۔ اس تحقیق کو انہوں نے ایک الگ کتاب کی صورت میں مرتب کرنا شروع کر دیا تھا مگر اسے مکمل نہ کر سکے۔ متعدد مقامات پر بحث تشنہ رہ گئی ہے اور بعض جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے لکھتے لکھتے بیکایک چھوڑ دیا ہے۔ تاہم جتنا بھی لکھا ہے نہایت مفید ہے اور اس سے قرآن مجید کا تحقیقی مطالعہ کرنے والوں کو بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ کتاب عربی زبان میں ہے۔

جمہرۃ البلاغہ | تالیف مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ۔ ضخامت ۸۰ صفحات۔ قیمت ۱۲ ر دائرۂ حمیدیہ سرائے میر۔ ضلع اعظم گڈھ۔

قرآن مجید کے معجزہ ہونے پر سب سے پہلی دلیل اسکی بلاغت ہے۔ اگرچہ اعجاز قرآنی کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں، اور ہر پہلو اپنی جداگانہ اہمیت رکھتا ہے، لیکن چونکہ پڑھنے والے کو سب سے پہلے نفس کلام سے سابقہ پیش آتا ہے، اور دوسرے پہلوؤں کی طرف بعد میں نظر جاتی ہے، اسلیے کلام کی بلاغت باقی تمام پہلوؤں پر مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام نے ابتدا سے قرآن مجید کے وجوہ بلاغت کو نمایاں کرنے کی طرف توجہ کی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ ناگزیر تھا کہ نقد ادبی کے قواعد مدون کیے جاتے، محاسن کلام کا تتبع کیا جاتا اور یہ متعین کیا جاتا کہ کلام کا حسن کن چیزوں میں ہے، اور بیان کی خوبی کا معیار کیا ہے۔ چنانچہ علماء نے یہ کام بھی بہت بڑے پیمانہ پر انجام دیا اور علم البلاغت ایک مستقل فن بن گیا جس پر گذشتہ ایک ہزار سال میں دفتر کے دفتر لکھے جا چکے ہیں۔ لیکن جس طرح منطق، فلسفہ اور علم الاخلاق وغیرہ میں یونان کے اثر نے مسلمانوں کو تحقیق کی سیدھی راہ سے ہٹا دیا، اسی طرح نقد ادبی میں بھی وہ خصوصیت کے ساتھ

ارسطو سے بہت زیادہ متاثر ہوئے، اور مزید برآں عجمی مذاق نے بھی ان پر کافی اثر ڈالا - اسلیے ابتدائی دور کے چند مصنفین کو چھوڑ کر بعد کے اکثر و بیشتر اہلِ علم نقد ادبی کے انہی قواعد کی پیروی کرتے چلے گئے جنکی بنا ارسطو نے ڈالی تھی، اور جنکو عجمی تکلفات کے اثر نے اور زیادہ مسخ کر دیا تھا۔ سمجھا یہ جانے لگا کہ کلام کا حسن تشبیہ و استعارہ و مجاز میں ہے اور صنائع و بدائع اسکی زینت ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ علم بلاغت کا ارتقاء صحیح ذوقِ ادب سے بہت کچھ منحرف ہو گیا اور بلاغت قرآنی کے وجوہ نمایاں ہونے کے بجائے اور زیادہ مستور ہوتے چلے گئے۔

مولانا حمید الدین مرحوم کی خدمات میں سے یہ خدمت بھی بڑی قابلِ قدر ہے کہ انہوں نے علم بلاغت کو صدیوں کے یونانی و عجمی اثرات کی گرفت سے نکال کر از سرِ نو مدوّن کرنے کی بنا ڈالی - ان کا زیرِ نظر رسالہ اگرچہ نہایت مختصر ہے مگر اس میں انکی شانِ تحقیق و اجتہاد کا کمال نظر آتا ہے - انہوں نے اگلوں کی دماغی غلامی سے آزاد ہو کر ان بہت سے غلط نظریوں کی تردید کی ہے جو خواہ مخواہ علم بلاغت کے مسلمات میں داخل ہو گئے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ ارسطو کے وضع کردہ اصولوں کی تو انہوں نے بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ بیخکنی کی ہے - پھر خود اپنے اجتہاد سے بلاغت کے اصول مرتب کیے ہیں جو ذوق ادب اور ذوق عربیت سے بھی مناسبت رکھتے ہیں اور جن سے کلام اللہ کی ادبی خصوصیات بھی زیادہ بہتر طریقہ سے سمجھی جا سکتی ہیں۔ ہمارے عربی مدارس میں عموماً فن بلاغت کی تعلیم مختصر المعانی اور مطوّل جیسی کتابوں کے ذریعہ سے دی جاتی ہے جو ایک طرف فن تعلیم کے نقطۂ نظر سے انتہائی ناقص کتابیں ہیں اور دوسری طرف فن بلاغت کے اُس دور کی تصنیف ہیں جبکہ یہ فن عجمیت و یونانیت کی آمیزش سے اپنے انحطاط کی آخری حد کو پہنچ چکا تھا۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ان کتابوں میں طلبہ کا وقت ضائع کرنے کے بجائے مولانا حمید الدین مرحوم کے اس رسالہ کو داخل نصاب کیا جائے۔

یہاں یہ کہدینا بھی ضروری ہے کہ مولانا کے اس رسالہ کو جدید طرز پر اصول بلاغت کی تدوین کی راہ میں آخری چیز نہیں بلکہ ابتدائی چیز سمجھنا چاہیے - موجودہ دور میں نقد ادبی کا فن ایک بہت بڑا فن بن چکا ہے

اور ترقی یافتہ زبانوں میں اس پر بہت کام کیا گیا ہے - اگر کوئی صاحب ہمت اٹھے تو اس فن کے مطالعہ سے مولانا مرحوم کی قائم کردہ بنیادوں پر بڑی عمارت تعمیر کر سکتا ہے -

تعلیم القرآن | مولوی محمد عبدالرحیم صاحب - دارالاشاعت تعلیم القرآن، قطبی گوڑہ جدید، حیدرآباد دکن -

صاحب موصوف نے قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے تفسیر قرآن کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جو بیس بیس صفحے کے رسالوں کی صورت میں مسلسل شائع ہو رہی ہے - اب تک پارۂ عم تقریباً ختم ہو چکا ہے - ہر سورہ کے آغاز میں سورہ کے مضامین کا خلاصہ اور اس کے متعلق ضروری معلومات دینے کے بعد تفسیر اس طرح کی گئی ہے کہ دو دو چار چار آیتیں نقل کر کے پہلے ان کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ دیا ہے، پھر آیات کا مربوط ترجمہ ہے، پھر لغات کی تشریح ہے اور آخر میں تفسیر ہے - تفسیر قابلِ اطمینان ہے، صحیح عقائد کے مطابق ہے، اور عامۃ الناس کو قرآن کے مطالب سے جس قدر آشنا ہونا چاہیے اس کے لیے کافی ہے - ہر رسالہ کی قیمت ار اور محصول ڈاک ۲ پائی ہے - ایک جلد کی قیمت (جو ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہوگی) چار روپیہ مع محصول ڈاک رکھی گئی ہے -

تدوین حدیث | مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی - ضخامت ۱۰۷ صفحات -

حدیث کے متعلق آج کل علم کی کمی اور اجتہاد کی جرأتِ بیجا کے سبب سے جو شبہات بکثرت پھیل گئے ہیں، ان کی تردید میں بہت سے اہل علم حضرات نے مفید مضامین لکھے ہیں، مگر ہماری نظر میں مولانا مناظر احسن صاحب کے اس خطبہ سے زیادہ جامع، تشفی بخش اور فوائد سے لبریز کوئی چیز ابھی تک شائع نہیں ہوئی - یہ خطبہ حیدرآباد میں جامعہ عثمانیہ کے توسیعی خطبات کے سلسلہ میں پڑھا گیا تھا اور وہیں سے مجموعہ تحقیقات علمیہ میں شائع ہوا ہے - جو لوگ حدیث کے بارے میں اپنے شکوک کو واقعی رفع کرنا چاہتے ہیں، یا حقیقت امر سے آگاہ ہونے کے خواہشمند ہیں ان کو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے - افسوس ہے کہ کتاب پر نہ تو قیمت لکھی گئی ہے اور نہ یہی لکھا ہے کہ کوئی منگانا چاہے تو کہاں سے منگائے - بہتر ہو کہ مولانا

مصلوح اسکی کثرت اشاعت کے لیے کوئی تدبیر فرمائیں۔

النبی الخاتم | تالیف مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی۔ ضخامت ۱۲۰ صفحات۔ قیمت مجلد ۱۲؍ مکتبہ الفرقان، بریلی۔

سیرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوٹی بڑی کتابیں تو بے شمار ہی لکھی گئی ہیں، مگر یہ مختصر سی کتاب اپنے رنگ میں بالکل نرالی ہے۔ مصنف کا خطیبانہ طرز بیان اور بعض مقامات پر بائیبل کا سا اسلوب اول اول پڑھنے والے کو ذرا پریشان کر دیتا ہے، لیکن جب آدمی ان کے طرز خاص سے ذرا مانوس ہو جاتا ہے تو اس سے بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس میں سیرت پاک کے بہت سے اُن پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو عموماً سیرت نگاروں کی نگاہوں سے اوجھل رہے ہیں، بہت سی بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑے بڑے لطیف نکات پیدا کیے گئے ہیں، اور اسکے صفحات میں جگہ جگہ آدمی کو ایسی معلومات بکھری ہوئی ملتی ہیں جو شائد سیرت کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی اسے نہ ملینگی۔

اسلام کیسے شروع ہوا؟ | تالیف جناب عبدالواحد سندھی جامعی۔ ضخامت ۲۰۸ صفحات قیمت مجلد عہر۔ مکتبہ جامعہ، دہلی۔

سندھی صاحب کو بچوں کے لیے مذہبی کتابیں لکھنے کا اچھا سلیقہ ہے۔ اس سے پہلے وہ سیرت پاک اور قرآن کے متعلق دو اچھی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اب یہ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر انکی کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں انہوں نے پہلے مختصراً اسلام کی تعلیم کا خلاصہ بیان کیا ہے، پھر یہ بتایا ہے کہ اس تعلیم کو لیکر ابتدا سے دنیا میں نبی آتے رہے، پھر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسکی تکمیل کا ذکر کیا ہے، پھر یہ بتایا ہے کہ آخری رسول پاک نے کس طرح مشکلات کا مقابلہ کر کے لوگوں کی اصلاح کی اور ۲۳ سال کی مدت میں سارے ملک عرب کو مسلمان بنا کر چھوڑا۔ مصنف کی زبان شیریں اور سلیس ہے۔ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ نبی صلعم کی مکی زندگی کے واقعات کو بڑے سبق

آموز پیرایے میں بیان کیا ہے جس سے امید ہے کہ بچوں کی ذہنیت پر اچھا اثر پڑیگا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کتاب میں کتابت کی غلطیاں مکتبۂ جامعہ کی دوسری کتابوں کی بہ نسبت زیادہ ہیں۔

تاریخ اسلام (حصہ دوم) | شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی۔ ضخامت ۴۷۲ صفحات۔ قیمت ستے ر دار المصنفین، اعظم گڈھ۔

"تاریخ اسلام" کے نام سے دار المصنفین نے جو سلسلہ شائع کرنا شروع کیا ہے اس کے پہلے حصے (مشتمل بر دور خلفاء راشدین) پر ان صفحات میں تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ زیر نظر کتاب اس کا دوسرا حصہ ہے جس میں بنی امیہ کے دور حکومت کی تاریخ درج کی گئی ہے۔ اسلامی تاریخ کے متعلق ہمارے اور جناب مولف کے نقطۂ نظر میں جو اختلاف ہے اسکو ہم پہلے حصہ پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کر چکے ہیں، لہذا یہاں اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ اس پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ کتاب تاریخی معلومات کی حیثیت سے اچھی اور مفید ہے۔ اردو زبان میں مسلمانوں کی ایک مستند اور مربوط تاریخ کی جو کمی تھی، امید ہے کہ اس سلسلہ کی تکمیل کے بعد وہ پوری ہو جائیگی۔ بنی امیہ کے لیے بحیثیت مجموعی، اور ان کے ایک ایک فرمانروا کے لیے فرداً فرداً جو وکیلانہ رویہ اس کتاب میں اختیار کیا گیا ہے، اگر وہ نہ ہوتا تو بہتر تھا۔ ہر ایک کی برائیاں اور بھلائیاں جو تاریخ سے ثابت ہیں، جوں کی توں بیان کر دی جاتیں، اور جو تہمتیں ان پر ثابت نہیں ہیں انکی تردید کر دی جاتی۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ وکیلانہ طرز بیان ایک مورخ کے لیے موزوں نہیں ہے۔

حیات احمد بن حنبل | تالیف مولانا شاہ محمد عز الدین صاحب پھلواروی۔ ضخامت ۶۵ صفحات۔ قیمت ۶ ر۔ مجیبیہ بک ڈپو، پھلواری ضلع پٹنہ۔

امام احمد رحمۃ اللہ کے حالات میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو خاصی تلاش و محنت سے لکھا گیا ہے۔ اگرچہ امام کی عظیم الشان شخصیت اور انکے جلیل القدر کارناموں کو نمایاں کرنے کے لیے تو ایک مبسوط کتاب درکار ہے، اور یہ مختصر رسالہ انکی سیرت نگاری کا حق ادا کرنے کے لیے کسی طرح بھی کافی نہیں ہو سکتا،

تاہم اردو خواں حضرات اس رسالہ سے بھی کسی حد تک اندازہ کر سکینگے کہ امام کس پایہ کے شخص تھے۔

خاکسار تحریک مذہب و سیاست کی روشنی میں | مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، ضخامت ۱۲۴ صفحات۔ قیمت ۱ر۔ مکتبۂ الفرقان، بریلی۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، مصنف نے اس کتاب میں خاکسار تحریک پر دو حیثیتوں سے بحث کی ہے، ایک یہ کہ جن نظریات اور اصولوں پر اس تحریک کی بنا رکھی گئی ہے وہ دین اسلام سے کہاں تک مطابقت رکھتے ہیں، اور دوسرے یہ کہ سیاسی حیثیت سے یہ تحریک مسلمانوں کے لیے کہاں تک مفید ہے۔ بحث کا تمام تر مدار خود اس تحریک کے مستند لٹریچر پر رکھا گیا ہے، یا پھر ایسے واقعات پر جو ناقابل انکار ہیں۔ طرز بحث نہایت سنجیدہ اور منصفانہ ہے، اور اگر کوئی شخص واقعی امر حق معلوم کرنے کا خواہشمند ہو تو یہ کتاب اس کو مطمئن کرنے کے لیے کافی ہے۔

الفرقان، شاہ ولی اللہ نمبر | مرتبہ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔ ضخامت ۴۳۲ صفحات۔ قیمت قسم خاص مجلد سعہ، غیر مجلد ۶ر، قسم عام مجلد ۴ر، غیر مجلد ۳ر۔ دفتر الفرقان بریلی۔

الفرقان کو اس سے پہلے حضرت شاہ اسماعیل شہید اور حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہما اللہ کے حالات میں دو مستقل نمبر شائع کرنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ اب اسی سلسلہ میں اس نے یہ تیسرا نمبر شائع کیا ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی سیرت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تیسرا نمبر خود الفرقان کے بھی پچھلے دونوں نمبروں سے بازی لے گیا ہے، اور اس حیثیت سے بھی بے مثل ہے کہ شاہ صاحب اور ان کے دور اور ان کے کارناموں کے متعلق نہ تو اتنی معلومات اس سے پہلے کہیں جمع کی گئی تھیں، اور نہ قلیل التعداد اہل علم کے ماسوا اس عظیم الشان شخصیت سے عامۂ خلائق کو کبھی اتنی تفصیل کے ساتھ روشناس ہونے کا موقع ملا تھا۔ اس مجموعہ میں صرف شاہ صاحب کی سیرت ہی بیان نہیں ہوئی ہے، بلکہ تاریخ، عقائد، اصول دین، کلام، فقہ، حدیث اور مختلف موضوعات پر بھی بہت سی بیش قیمت معلومات ضمناً فراہم ہو گئی ہیں جو ناظرین کے لیے انشاء اللہ

ازدیادِ بصیرت کی موجب ہونگی۔

خلافت و سلطنت | تالیف ڈاکٹر امیر حسن صاحب صدیقی پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔ قیمت اور مقام اشاعت درج نہیں۔ مؤلف سے دریافت کیا جاسکتا ہے۔

یہ اُس مقالہ کا اردو ترجمہ ہے جو مولف نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے لنڈن یونیورسٹی میں پیش کیا تھا۔ اِس کا نام غلط فہمی میں ڈالنے والا ہے۔ آدمی اس نام کو پڑھ کر یہ گمان کرتا ہے کہ شاید اس میں خلافت اور سلطنت کے اصولی فرق و امتیاز کو نمایاں کیا گیا ہوگا۔ مگر دراصل یہ ایک تاریخی مضمون ہے جس میں مسلمانوں کی تاریخ کے اُس خاص دور سے بحث کی گئی ہے جبکہ عباسیوں کی نام نہاد خلافت سیاسی اقتدار سے محروم ہو کر رفتہ رفتہ ایک قسم کی مذہبی پاپائی میں تبدیل ہوگئی تھی اور اُسکے زیر اثر ممالک میں حکمرانی کے عملی اختیارات پر دوسرے متصرف ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اِس دور کی تاریخی و سیاسی تحلیل کر کے یہ دکھایا ہے کہ ایک ہی خطۂ ارضی میں "مذہبی خلافت" اور "سیاسی سلطنت" کے دو مختلف النوع ادارے کس طرح پیدا ہوئے، کس طرح اُنکا ارتقاء ہوا اور تین چار سو برس تک اِن کے درمیان کس قسم کے تعلقات رہے۔

موضوع بلاشبہ دلچسپ ہے اور ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھا تاریخی مواد فراہم کیا ہے، لیکن یہ کہنا پڑتا ہے کہ اِس مواد پر بحث کا جو انداز اُنہوں نے اختیار کیا ہے وہ اہلِ یورپ کے تاریخی ذوق سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اسلام اور اسلامی تاریخ کے نقطۂ نظر سے اُنکی بحث نہ صرف ناقص ہے بلکہ مسائل کو صاف کرنے کے بجائے اور زیادہ الجھا دیتی ہے۔ اگر وہ مغربی مذاق کے بجائے اسلامی مذاق کی رعایت کرتے تو پہلے خلافت کے معنی و مفہوم کو متعین کرتے، پھر واضح طور پر یہ بتاتے کہ عباسیوں نے پاپائی اور قیصریت کے جس مجموعہ پر لفظ "خلافت" کا اطلاق کیا تھا وہ حقیقی اسلامی خلافت سے کس قدر مختلف تھا اور اِن دونوں حقیقتوں کی وضاحت کرنے کے بعد اپنا تاریخی بیان پیش کرتے۔ اس تنقیح

کے بغیر ڈاکٹر صاحب نے جس طرح واقعات کو بیان کیا ہے اُس سے یہ غلط فہمی واقع ہوتی ہے کہ واقعی وہ مذہبی خلافت تھی جس سے آخر کار سلطنت جدا ہوئی۔ حالانکہ دراصل جو کچھ ہوا وہ یہ تھا کہ ابتدائی شاہان عباسیہ کی بنائی ہوئی معجون مرکب تحلیل ہوگئی، اسکے ایک جز یعنی پاپائی کو بعد کے عباسی سنبھال کر بیٹھ گئے اور دوسرے جز یعنی قیصریت کو دوسروں نے بانٹ لیا، اور پھر یہ دونوں گروہ مذہبی اصطلاحوں اور مذہبی لباسوں کو محض سیاسی چال کے طور پر استعمال کر کر کے صدیوں تک عوام کو دھوکا دیتے رہے۔

فتنۂ رہبانیت | تالیف جناب مرزا عزیز صاحب فیضانی۔ ضخامت ۴۶۴ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ ۔ ملنے کا پتہ مرزا محبوب عالم صاحب۔ فیضانی منزل۔ اسلامیہ پارک۔ پونچھ روڈ۔ لاہور

اس کتاب میں مصنف نے پہلے دنیا پرستی اور ترکِ دنیا کے درمیان اسلام کی راہِ توسط واعتدال کو بیان کیا ہے، پھر رہبانیت کی حقیقت بیان کرنے کے بعد نہایت تفصیلی تجزیہ کرکے بتایا ہے کہ یہ کن کن شکلوں میں ظہور کرتی ہے، اور کس کس طرح انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثر ڈالتی ہے۔ آخر میں دنیا کو برتنے کے متعلق اسلام کے احکام کی تفصیلات دی ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کا طریقہ رہبانیت کے طریقہ سے کس قدر مختلف ہے۔ کتاب نہایت جامع ہے خصوصاً رہبانیت کی خفی سے خفی صورتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنے اور اسلام و رہبانیت کے بیشمار مرکبات کا تجزیہ کرکے اصل فتنہ کا سراغ لگانے میں مصنف نے دقیقہ رسی کا حق ادا کر دیا ہے۔

ہندوستان کی کہانی | تالیف مولوی عبدالسلام صاحب قدوائی ندوی۔ ضخامت ۷۰ صفحات۔ قیمت ۲ار۔ دار المصنفین، اعظم گڈھ۔

اب تک ہندوستان کی تاریخ جس رنگ میں ہندوستانی بچوں کو پڑھائی جاتی رہی ہے اس نے یہاں کے باشندوں کو ایک دوسرے کے لیے درندہ بنا دیا ہے اور انکے درمیان مستقل قومی عداوتوں کے بیج بو دیے ہیں۔ اصلاح حال کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کے سامنے اس ملک کی تاریخ ہر قسم کے

زہر سے پاک کر کے مجرد تاریخ کی حیثیت سے پیش کی جائے۔ دار المصنفین اور مولوی عبد السلام صاحب دونوں ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہمارے بچوں کے لیے ایسی ایک بے زہر تاریخ مہیا کر دی ہے کم از کم غیر سرکاری مدرسوں کے لیے تو یہ توقع ہے کہ اس کتاب کو اپنے نصاب میں شامل کر لیں۔

ابن خلدون مولانا عبد السلام ندوی۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات۔ قیمت ؎ ۔ دار المصنفین، اعظم گڈھ۔

یہ کتاب دراصل ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری کے اس مقالہ کا ترجمہ ہے جو انہوں نے فرانس کی سربون یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کے لیے پیش کیا تھا۔ اصل مقالہ فرنچ میں تھا۔ پھر اس سے عربی میں ترجمہ ہوا اور اب عربی سے اردو میں منتقل ہوا ہے۔ ابتداء میں مصنف نے ابن خلدون کے ذاتی حالات زیادہ تر اسکی اپنی خود نوشت سوانح عمری سے اخذ کر کے مرتب کیے ہیں، پھر تاریخ و اجتماعیات کے متعلق اسکے فلسفہ کی تشریح و توضیح اور تنقید کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ ان علوم میں اس مشہور مفکر کا اصلی مقام کیا ہے۔ کتاب اہلِ ذوق کے مطالعہ کے لائق ہے، اور فاضل مترجم نے ترجمہ بھی اس قدر رواں اور شگفتہ کیا ہے کہ کتاب پڑھتے وقت کم ہی یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ ہے۔

مفتاح القراءۃ مرتبہ مولانا عبد اللہ رشید مکی صاحب خطیب سورتی جامع مسجد، رنگون۔

بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کا جو طریقہ ہندوستان میں رائج ہے اس میں منجملہ بہت سی خرابیوں کے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ تجوید کے قواعد کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا اور ابتداء سے بچوں کو غلط تلفظ اور غلط لہجہ میں قرآن پڑھنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ مولانا عبد اللہ رشید صاحب نے اسی خرابی کو دور کرنے کے لیے یہ قاعدہ مرتب کیا ہے۔ چونکہ فاضل مرتب محض ایک ماہرِ فن قاری ہی نہیں ہیں بلکہ انہیں تعلیم کا بھی بہت طویل تجربہ ہے اسلیے قاعدہ کی ترتیب ایسی اچھی ہے کہ اب تک اس سے بہتر قاعدہ ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ ابتداء میں استادوں کی ہدایت کے لیے طریق تعلیم کی کافی توضیح کر دی گئی ہے، اور قاعدہ کے دوران میں بھی اکثر اسباق کی مشق کرانے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ دراصل یہ قاعدہ بچوں کے لیے نہیں بلکہ استادوں کے لیے لکھا گیا ہے۔